ویلنٹائن ڈے کیا ہے
؟
مؤلف:
مولانا محمد شہزاد قادری ترابی
زاویہ
زاویہ پبلشرز

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم

اما بعد فاعوذ باللّٰه من الشیطن الرجیم

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے شمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں جس کا شمار ناممکن ہے ہر نعمت اپنے اندر برکتیں سموئے ہوئے ہے انہی نعمتوں میں ایک نعمت جوانی ہے یہ ایک ایسی نعمت ہے جس کی قدر و منزلت بوڑھا انسان ہی جان سکتا ہے لہٰذا جوانی کو غنیمت جان کر اس میں خدا تعالیٰ اور اس کے محبوب سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو راضی کرنے اور منانے میں گزارنا چاہئے تا کہ یہ جوانی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہو جائے۔

مگر افسوس کہ ہمارے بہت سے نادان مسلمان بھائی اس جوانی کو گل چھرے اُڑانے، موج مستی اور دیگر خرافات میں صَرف کرتے ہیں ایسے بیشمار خرافات ہیں جو اس نعمت کو نقصان پہنچاتے ہیں جن میں ایک ویلنٹائن ڈے (Valentine Day) ہے لہٰذا آپ کی خدمت یہ واضح کیا جائے گا کہ ویلنٹائن ڈے اصل میں کیا ہے؟ اس کی کیا حقیقت ہے مگر اس سے قبل جوانی سے متعلق سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرامین ملاحظہ ہوں:۔

احادیثِ مبارکہ

☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خیر شابکم من تشبه بکھولکم وشرکھو لکم من تشبه بشابکم (انیس الواعظین)

تم میں سے بہتر وہ جوان ہے جو بوڑھوں کے مثل ہو اور بدتر وہ بوڑھا ہے جو جوانوں کے مانند ہو۔

فائدہ...... جوان میں یہ صفت ہونی چاہئے کہ وہ اپنے کو بوڑھا سمجھے یعنی موت کے قریب جانے۔ بہت سے بوڑھے ایسے ہیں جن کے سامنے لاکھوں جوان مر چکے ہیں۔

☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

احب التوبة الی اللہ توبة الشاب (انیس الواعظین)

جوان کی توبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زائد محبوب ہے۔

فائدہ...... توبہ کرنے والے کی توبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر عمر میں محبوب ہے مگر جتنی محبوب جوانی کی توبہ ہے اس سے زیادہ کسی کی توبہ محبوب نہیں۔

☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

توبة شاب واحد احب الی اللہ تعالیٰ من توبته الف شیخ (انیس الواعظین)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک جوان کی توبہ ہزار بوڑھوں سے زیادہ عزیز ہے۔

فائدہ...... جب آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے جب اس کی ہڈیاں کمزور ہو جاتی ہیں جب اس کے جسم میں ضعیفی آجاتی ہے ایسے وقت میں ہزار افراد کی توبہ ایک طرف اور ایک جوان کی توبہ ایک طرف۔

☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان اللہ یبغض الشاب الفارغ (انیس الواعظین)

اللہ تعالیٰ جوان بیکار سے عداوت رکھتا ہے۔

فائدہ...... نافرمان اور مصیبت زدہ جوان آدمی جو اپنی جوانی کو اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکامات کے مطابق بسر نہیں کرتا اللہ تعالیٰ ایسے جوان سے نفرت کرتا ہے۔

☆ حدیثِ قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے جوان! میں نے تجھے جوانی دی تا کہ تو کام اور توبہ کرے افسوس ہے کہ تو بیکار رہتا ہے کفرانِ نعمت کرتا ہے آگاہ ہو جا کہ میں تجھے دوزخ میں اُلٹا لٹکاؤں گا۔

فائدہ...... اللہ تعالیٰ نے جوانی کی نعمت سے انسان کو اس لئے سرفراز فرمایا ہے تا کہ جوان آدمی اپنی جوانی کو غنیمت جان کر اس جوانی کو اپنے ربّ کو منانے میں گزار دے، ناشکری نہ کرے اس جوانی کو گل چھرّے اُڑانے میں تباہ نہ کرے کیونکہ یہ جوانی ڈھل جائے گی ہمیشہ باقی نہیں رہے گی اور اگر اپنی جوانی کو گناہوں میں گزار دی تو پھر ربّ کریم جہنم میں اُلٹا لٹکائے گا۔

ڈھل جائے گی یہ جوانی جس پر تجھ کو ناز ہے
تو بجالے چاہے جتنا چار دن کا ساز ہے

☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر روز ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے کہ اے جوانو! اپنی جوانی ضائع نہ کرو ورنہ پچھتاؤ گے۔

فائدہ...... یہ جوانی گزر جانے کے بعد احساس دِلاتی ہے اور انسان کا ضمیر اس کو اس بات پر ملامت کرتا ہے کہ تو نے اپنی جوانی دنیا کی رنگینیوں میں، لعو ولہب میں، موج مستی میں، بری صحبت میں اور اپنے قیمتی اوقات کو ضائع کرنے میں گزاری۔ لیکن اب فقط پچھتاوے کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔

☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جوان کی ایک رکعت بوڑھے کی دس رکعتوں سے افضل ہے اور جوان کی توبہ کو اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتا ہے۔

☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جوان تائب (توبہ کرنے والے) کیلئے اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا اجر ہے۔

گناہوں بھری جوانی کے دنیاوی نقصانات

- ☆ علم سے محروم رہنا۔
- ☆ روزی میں برکت کا ختم ہونا۔
- ☆ اللہ تعالیٰ کی یاد سے وحشت ہو جانا۔
- ☆ نیک لوگوں سے وحشت ہو جانا۔
- ☆ دل میں صفائی نہ رہنا (دل کا سیاہ ہو جانا)۔
- ☆ عمر میں برکت کا خاتمہ۔
- ☆ توبہ کی توفیق نہ ہونا۔
- ☆ کچھ دِنوں میں گناہوں کی برائی دل سے جاتی رہنا۔
- ☆ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذلیل ہو جانا۔
- ☆ عقل میں فتور ہو جانا۔
- ☆ فرشتوں کی دعاؤں سے محروم رہنا۔
- ☆ پیداوار میں کمی ہونا۔
- ☆ شرم وحیا کا جاتا رہنا۔
- ☆ بدنگاہی کی بیماری پیدا ہونا۔
- ☆ جلق (مشت زنی) کی بیماری کا پیدا ہونا۔

☆ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بڑائی اس کے دل سے نکل جانا۔

☆ نعمتوں کا چھن جانا۔

☆ بلاؤں اور پریشانیوں کا ہجوم ہو جانا۔

☆ سنگ دل ہونا۔

☆ اس پر شیطان کا مقرر ہو جانا۔

☆ گناہوں کی نحوست کا چہرے پر چھا جانا۔

☆ نیک کاموں کی توفیق سے محرومی۔

☆ دل پر غیر محسوس قسم کا رُعب طاری رہنا۔

☆ شیطان ے شکنجے میں رہنا۔

☆ دل پر مہر لگ جانا۔

☆ دعا قبول نہ ہونا۔

☆ مال سے شدید محبت (چاہے وہ حرام ہو)۔

☆ قلبی سکون کا چھن جانا۔

☆ عبادت میں دل نہ لگنا۔

☆ حافظہ کمزور ہونا۔

ویلنٹائن ڈے کیا ہے؟

بہار کی آمد آمد ہے، شاخوں پر شگوفے پھوٹ رہے ہیں، نئی کونپلیں پیام زندگی لے کر طلوع ہو رہی ہیں، پھولوں پر نکھار آ گیا ہے اور درخت، پودے، بیلیں، زندگی کے ایک نئے جذبے سے سرشار ہو کر تازگی کا پیغام دے رہی ہیں۔ تتلیاں اُڑ رہی ہیں، پرندے خوشی سے جھوم رہے ہیں۔ بہار نے ہر دل کو گدگدایا ہے مگر عجیب بات ہے کہ تتلی کی پرواز میں ہی شائستگی ہے، پرندوں کے ہجوم، رنگ برنگی چڑیوں کی ٹولیاں، بہار کی آمد کے باوجود اظہارِ محبت کے تمام شائستہ پیمانوں کے اندر محصور ہیں۔

یہ جنگل کا حال ہے یہ بے جان درختوں کے اوپر بسنے والی، ہوا میں اُڑنے والی، فضا میں تیرنے والی مخلوق کی اخلاقیات ہے بہار کا استقبال ان کے یہاں بھی ہے مگر ان کی شان ہی نرالی ہے بلندیوں پر رہنے والے شاید کردار بھی بلند رکھتے ہیں اور جب یہی پرندے اور تتلیاں زمین کی پستیوں پر نظر ڈالتے ہیں تو بستیوں میں اولادِ آدم کے عجیب وغریب تماشے دیکھتے ہیں۔ پرندے، تتلیاں، چڑیاں، طوطے اور طیور آوارہ گزشتہ کئی صدیوں سے مغرب میں 14 فروری کی آمد کے ساتھ ہی انسانوں کی بدحواسی اور بے لباسی کے بہت سے مناظر دیکھ رہے تھے مگر پہلی مرتبہ یہ منظر یہ رنگ پاکستان کی سرزمین پر بھی اُتر رہا تھا مگر اس منظر میں اب بھی حجاب تھا، بے حجابی عام ہونے میں وقت تو لگے گا پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ انٹرنیٹ کی وجہ سے اخبارات نے یوم ویلنٹائن کی آمد کا اعلان کیا اس سے پہلے آج تک پاکستانی معاشرہ اس یوم کے نام سے بھی ناواقف تھا۔ پاکستانی اخبارات میں پہلے دن جب 'کوریئر سروس' کے اشتہارات شائع ہوئے جس میں ویلنٹائن ڈے کے موقع پر تحفے تحائف کی ترسیل اور انعامات کی تقسیم کے اعلانات طبع ہوئے تو ملک بھر کے نوجوان ایک دوسرے سے پوچھ رہے تھے کہ 'یہ کیا بلا ہے؟'

مفا ہمت نہ سکھا جبر ناروا سے مجھے
میں سر بکف ہوں لڑادے کسی بلا سے مجھے

ملک کے چند بڑے بڑے شہروں میں آباد چند عالی شان جزیروں میں رہنے والی 'امیر گمراہ اور بدلگام اقلیت' کے گھروں میں انٹرنیٹ پر بیٹھنے والے بچوں اور بچیوں کی ایک قلیل تعداد کو معلوم تھا کہ 'یہ دن کیوں آتا ہے' مگر ملک کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے کروڑوں لوگوں حتیٰ کہ عیسائیوں کی آبادی کو بھی اس دن کی خبر اس سے پہلے کبھی نہ تھی۔ ابلاغی طاقت کا اندازہ اسی ایک چھوٹے سے واقعے سے لگایا جاسکتا ہے کہ اخبارات کی خبروں نے یہ تاثر راسخ کر ڈالا کہ پاکستانی قوم نہ جانے کب سے ویلنٹائن ڈے منا رہی ہے اور اس سال بھی اس یوم کا زبردست استقبال کرنا ہے۔

ویلنٹائن ڈے کیا ہے' کیا نہیں ہے' اس کی پوری تاریخ ہے' یہ تاریخ آپ آگے تفصیل سے پڑھیں گے۔ مگر اس تاریخ سے قطع نظر یہ یوم اب مغرب میں رسم محبت کے اظہار دلوں کی بے قراری کیلئے قرار اور مچلے ہوئے جذبوں کیلئے گرد و غبار کا دن بن گیا ہے، وجہ یہ ہے کہ مغرب خاندان کے ادارے سے محروم ہو گیا ہے۔ یہ ادارہ خوشیوں کے تمام خوشوں کا اصل مرکز تھا اس ادارے کے ٹوٹنے سے اب مغرب کے انسان کی تمام خوشیاں چند رسوم، چند تہوار، چند دنوں اور چند ہنگاموں تک محدود ہو گئی ہے اس کے برعکس مشرق میں خاندانی نظام قائم ہے لہٰذا ہر گھر خوشی کا گہوارہ ہے اور ہر روز گھروں میں قہقہے چھوٹتے اور خوشی کے شگوفے پھوٹتے ہیں اسی لئے ہماری تہذیب میں 'خوشیوں کے خاص دن' بہت کم ہیں لے دے کر شبِ برات، کچھ مقامی میلے۔ اسلامی تہذیب میں خوشیاں بھی عبادت میں شامل ہیں خوشی منانا، خوشی کا اہتمام کرنا، خود خوش رہنا اور دوسرے کو خوش رکھنا کسی سے ملاقات کرنا تو اس سے مسکرا کر ملنا، بچوں کو دیکھنا تو انہیں بے تابانہ گود میں لے لینا ان سے محبت کرنا ان کا بوسہ لینا، خوشی کے دو مظاہر ہیں جن کے نمونے روزانہ گلی، محلوں میں نظر آتے ہیں۔ خوشیاں، جشن، تہوار زندگی کا حصہ ہیں مگر اسلامی تہذیب نے ان خوشیوں کے آغاز کو بھی ربّ کی یاد، ربّ کی عبادت، سجدۂ شکر سے جوڑ دیا ہے اسی لئے مسلمانوں کے تین عظیم تہوار عید میلاد النبی ﷺ، عید الفطر اور عید الاضحیٰ کا آغاز سجدۂ شکر سے ہوتا ہے یہ سجدہ اس بات کا اعلان ہے کہ خوشی کے اس بے قابو موقع پر بھی میں نفس کے قابو میں نہیں ہوں اپنے ربّ کے دروازے پر حاضر ہوں یہ حاضری اور حضوری اس بات کا وعدہ، اس عہد کا اعادہ، اس یقین کا اظہار ہے کہ میں خوشی کے بے پناہ خوشے چننے کے باوجود بھی اعتدال کا رویہ رکھوں گا وہ کام نہ کروں گا جو میرے مالک کو ناپسند ہے یہ عہد اور یہ رویہ ہماری خوشیوں، تہواروں، جشن اور نئے موسم میں سادگی، متانت، سنجیدگی، بردباری اور میانہ روی کے رنگ گھولتا ہے۔

اچھے دنوں میں اچھے لوگوں کو یاد کرنا، ان لوگوں کو یاد کرنا جن سے درد کے رشتے بندھے ہوئے ہیں ان دنوں کو یاد کرنا جن کی یاد دل کو بے چین کر دیتی ہے ان چہروں کو یاد کرنا جن سے مل کر دل کی کلی کِھل جاتی ہے ان رفیقوں، ساتھیوں، ہم سفروں کو یاد کرنا جن کی یادوں کے عکس آج بھی موسم بہار کے گلاب کی طرح تازہ ہیں اور ان پر شبنم کے موتی اس طرح چمک رہے ہیں جس طرح بہار کی پہلی صبح فاختہ کی چونچ کے اوپر شبنم کا موتی ٹھہر گیا تھا اور صرف تتلی کو چمکتا ہوا نظر آ رہا تھا۔

خوشی میں کون خوش نہیں ہوتا کسے خوشی اچھی نہیں لگتی جب ہر طرف سرخوشی کا عالم ہو اور مسرت کے زمزمے اُبل رہے ہوں تو ایسا منظر کس کو برا لگتا ہے مگر مسرت اور بے حیائی، شوخی اور پھکڑ پن، سرخوشی اور بازاری پن میں بے پناہ فاصلہ ہے۔

جذبات کے اظہار کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ دوسرے کے جذبات مشتعل اور مجروح کر دیئے جائیں۔ ہلچل اور بھونچال میں بہت فرق ہے سرمستی اور سرشاری میں بہت فاصلہ ہے ان فاصلوں کو برقرار رکھنا ہی تہذیب کا حسن اور تمدن کا کمال ہے زندگی نہ بھڑک اُٹھنے کا نام ہے 'بجھ جانے کا' بلکہ زندگی سلگتے رہنے کا نام ہے۔

ویلنٹائن ڈے کے موقع پر اخبارات میں نوجوانوں، بوڑھوں، بچوں کے جذبات شائع ہوتے ہیں۔ ان پیغامات میں ہماری معاشرتی اقدار بدلتے ہوئے معاشرتی رویے، فرد کی بے چارگی، رسم ورواج کے نام پر فطری جذبات کو کچلنے کی روایات زندگی کو زندگی کے بجائے قید خانے میں تبدیل کرنے کا عمل، قربتوں، فاصلوں، وصال وہجر کے موسموں کی کہانیاں، ملنے اور بچھڑنے بچھڑ کر ہمیشہ کیلئے بچھڑ جانے کی کہانی، ٹوٹے ہوئے دلوں کے نغمے روتی ہوئی آنکھوں کے آنسو، غرض دنیا بھر کے سلسلے ان پیغامات میں موجیں مار رہے تھے ان پیغامات پر مشتعل ہونے کے بجائے ہمیں اپنی معاشرت، معاشرے، معاشرتی رویوں کا بغور جائزہ لینا ہوگا۔ محبت جرم نہیں، محبت کا اظہار بھی جرم نہیں، مگر اس محبت کو نکاح کے روحانی اور نورانی پیکر میں ڈھل جانا چاہئے۔ ویلنٹائن ڈے خوشی کا ایک ایسا درخت ہے جو فحاشی، عریانی کے روایت کے جلو میں مغربی تہذیب کا خود کاشتہ پودا ہے اسے مشرق کی سرزمین میں جگہ دینا اپنی تہذیب وثقافت پر عدم اعتماد کی علامت ہے، مشرق کے پاس اور اسلامی تہذیب کے پاس خوشیوں کے بہت دن ہیں اگر یہ دن کم ہیں تو ہم خود کیوں نہ ایک دن اپنے لئے ایجاد کرلیں یہ مانگے تانگے کی ثقافت کیوں جس کے وجود سے مغرب کی برہنہ تہذیب اُمنڈتی چلی آتی ہے۔ اب آیئے ویلنٹائن کی تاریخ پڑھیں۔

انسائیکلو پیڈیا برٹیسیکا کے مطابق یوم ویلنٹائن کے بارے میں تاریخ دو مختلف موقف بیان کرتی ہے یہ دونوں موقف ایک ہی ہستی سینٹ ویلنٹائن کے حوالے سے بیان ہوتے ہیں۔

(1) VALENTINE WAS A ROMAN PRIEST AND PAT RON OF LOVERS WHO WAS MARTYRED DURING THE SACK OF ROME AND PERSECUTION OF CHRISTIANS BY CLAUDIUS II, AND WAS BURIED IN ROME. A BISHOP OF TERINI (ITALY) MARTYRED IN ROME AND HIS REMAINS WERE TAKEN BAK TERINI.

اس کے ساتھ ساتھ ایک تیسرا معمہ بھی اس یوم کے ساتھ ملحق ہوگیا ہے۔

THAT LUPERCALIA WAS A PAGAN FEAST CELEBRATED ON FEBRUARY 15 IN HONOUR OF THE PASTORAL GOL LUPERCALIA, WHO HAD MANY LOVE AFFAIRS WITH NYMPHS AND GODDESSES, DURING THAT FEAST NAMES OF YOUG WOMAN WERE PUT IN A POT AND A DRAW WAS HELD. YOUND MEN THEN DREW THESE NAMES AND THOSE THAT MATCHES EACH OTHER STAYED TOGETHER FOR THE REST OF THE YEAR, WHICH BEGAN IN MARCH. THE LUPERCALIA WAS ABLOISHED BY POPEGELASIUS I IN THE TATE 5TH CENTURY BUT THE TRADITION ALLOWED TO MARGE WITH THE CELEBRATIONS OF FEBRUARY 14 ST, VALENTINE'S FEAST DAY.

ویلنٹائن ڈے کے حوالے سے یہ تمام خرافات تاریخ کے دفتر میں یقیناً موجود ہیں مگر حقیقت **مکمل** طور پر غائب ہے۔

اپنی شہرہ آفاق کتاب 'اے ہسٹری آف **ویلنٹائن**' میں لکھتا ہے۔

W. LEERUTH THE SENDING OF LOVE NOTES ON FEBRUARY 14 AROSE IN THE LATE MIDDLE AGES AND APPEARED TO HAVE BEEN ACCIDENTIAL. WITH THE PASSAGE OF TIME THE VARITY OF VALENTINE'S DAY CARDS AND PURCHASERS HAVE BEEN IN CREASING. MOST OF THE CARDS CARRY THE PICTURES OF TRADITIONAL DEEP RED HEART, LOVERS, KNOT, FLOWERS, CARTOONS OF ANIMALS MAKING FACES AND OTHER CHARACTERS.

ایک عیسائی ویلنٹائن کے حوالے سے اس یوم کی تاریخ، تہوار، رسم و رواج، تحریف در تحریف کے عمل سے گزر کر تاریخ میں ایک شرمناک رسم کا حصہ بن گئے جن کی عملی، عقلی، فکری بنیادیں ابھی تک مغرب تلاش کر رہا ہے۔

یوم ویلنٹائن کی تاریخ ہمیں روایات کے انبار میں بھی ملتی ہیں روایات کا یہ دفتر اسرائیلیات سے بھی بدتر درجہ کی چیز ہے لوگوں نے اپنی سفلی جذبات کی تسکین کیلئے سینٹ ویلنٹائن کے حوالے سے کیا کچھ تخلیق کیا اس کی ہلکی سی جھلک مندرجہ ذیل روایتوں میں تفصیل سے بیان ہوئی ہے جس کا مطالعہ مغربی تہذیب میں بے حیائی، بے شرمی کی تاریخ کے آغاز کا اشارہ دیتا ہے روایتوں کے مطابق:

ویلنٹائن ڈے 14 فروری کو پوری دنیا میں یوم محبت کے طور پر منایا جاتا ہے اسکے آغاز کے بارے میں مختلف روایات مشہور ہیں بعض کے نزدیک یہ وہ دن ہے جب سینٹ ویلنٹائن نے روزہ رکھا تھا اور لوگوں نے اسے محبت کا دیوتا مان کر یہ دن اسی کے نام کر دیا، کئی لوگ اسے کیوپڈ (محبت کے دیوتا) اور وینس (حسن کی دیوی) سے موسوم کرتے ہیں جو کیوپڈ کی ماں تھی۔ یہ لوگ کیوپڈ کو ویلنٹائن ڈے کا مرکزی کردار کہتے ہیں جو اپنی محبت کے زہر بجھے تیر نوجوان دلوں پر چلا کر انہیں گھائل کرتا تھا تاریخی شواہد کے مطابق ویلنٹائن کے آغاز کے آثار قدیم رومن تہذیب کے عروج کے زمانے سے چلے آرہے ہیں، 14 فروری کا دن وہاں رومن دیوی، دیوتاؤں کی ملکہ جونو کے اعزاز میں یوم تعطیل کے طور پر منایا جاتا ہے۔ اہل روم ملکہ جونو کو صنف نازک اور شادی کی دیوی کے نام سے موسوم کرتے ہیں جبکہ 15 فروری لیوپرکس دیوتا کا دن مشہور تھا اور اس دن اہل روم جشن زرخیزی مناتے تھے اس موقع پر وہ پورے روم میں رنگارنگ میلوں کا اہتمام کرتے جشن کی سب سے مشہور چیز نوجوان لڑکے لڑکیوں کے نام نکالنے کی رسم تھی۔ ہوتا یوں تھا کہ اس رسم میں لڑکیوں کا نام لکھ کر ایک برتن میں ڈال دیئے جاتے تھے اور وہاں موجود نوجوان اس میں سے باری باری پرچی نکالتے اور پھر پرچی پر لکھا نام جشن کے اختتام تک اس نوجوان کا ساتھی بن جاتا جو آخر کار مستقل بندھن یعنی شادی پر ختم ہوتا۔ ایک دوسری روایات کے مطابق شہنشاہ کلاڈیس دوم کے عہد میں روم کی سرزمین مسلسل جنگوں کی وجہ سے کشت وخون اور جنگوں کا مرکز بنی رہی اور یہ عالم ہوا کہ ایک وقت کلاڈیس دوم کی اپنی فوج کیلئے مردوں کی بہت کم تعداد آئی جس کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ روم کے نوجوان اپنی بیویوں اور ہم سفروں کو چھوڑ کر پردیس جانا پسند نہ کرتے تھے اس کا شہنشاہ کلاڈیس نے یہ حل نکالا کہ ایک خاص عرصے کیلئے شادیوں پر پابندی عائد کر دی تا کہ نوجوانوں کو فوج میں آنے کیلئے آمادہ کیا جائے اس موقع پر سینٹ ویلنٹائن نے سینٹ ماریس کے ساتھ مل کر خفیہ طور پر نوجوان جوڑوں کی شادی کروانے کا اہتمام کیا ان کا یہ کام چھپ نہ سکا اور شہنشاہ کلاڈیس کے حکم پر سینٹ ویلنٹائن کو گرفتار کر لیا گیا اور اذیتیں دیکر 14 فروری 270ء کو بعض حوالوں کے مطابق 269ء میں قتل کر دیا گیا، اسطرح 14 فروروی ملکہ جونو، جشن زرخیزی اور سینٹ ویلنٹائن کی موت کے باعث اہل روم کیلئے معتبر و محترم دن قرار پایا۔ سینٹ ویلنٹائن نام کا ایک معتبر شخص برطانیہ میں بھی تھا یہ بشپ آف ٹیرنی تھا جسے عیسائیت پر ایمان کے جرم میں 269ء کو پھانسی دے دی گئی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ قید کے دوران بشپ کو جیلر کی بیٹی سے محبت ہوگئی اور وہ اسے محبت بھرے خطوط لکھا کرتا تھا اس مذہبی شخصیت کے ان محبت ناموں کو ویلنٹائن کہا جاتا ہے۔ چوتھی صدی عیسوی تک اس دن کو تعزیتی انداز میں منایا جاتا تھا لیکن رفتہ رفتہ اس دن کو محبت کی یادگار کا رُتبہ حاصل ہوگیا اور برطانیہ میں اپنے منتخب محبوب اور محبوبہ کو اس دن محبت بھرے خطوط، پیغامات، کارڈز اور سرخ گلاب بھیجنے کا رواج پا گیا۔

برطانیہ سے رواج پانے والے اس دن کو بعد میں امریکہ اور جرمنی میں بھی منایا جانے لگا تاہم جرمنی میں دوسری جنگِ عظیم تک یہ دن منانے کی روایات نہیں تھی برطانوی کاؤنٹی ویلز میں لکڑی کے چمچ 14 فروری کو تحفے کے طور پر دیئے جانے لگے تراشے جاتے اور خوبصورتی کیلئے ان کے اوپر دل اور چابیاں لگائی جاتی تھیں جو تحفہ وصول کرنے والے کیلئے اس بات کا اشارہ ہوتیں کہ تم میرے بند دِل کو اپنی محبت کی چابی سے کھول سکتے ہو۔ کچھ لوگ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ویلنٹائن ڈے کو اگر کوئی چڑیا کسی عورت کے سر پر سے گزر جائے تو اس کی شادی ملاح سے ہوتی ہے اور اگر کوئی چڑیا دیکھ لے تو اس کی شادی کسی غریب آدمی سے ہوتی ہے جبکہ زندگی بھی خوشگوار گزرے گی اور اگر عورت ویلنٹائن ڈے پر کسی سنہرے پرندے کو دیکھ لے تو اس کی شادی کسی امیر کبیر شخص سے ہوگی اور زندگی ناخوش گوار گزرے گی۔ امریکہ میں روایات مشہور ہے کہ 14 فروری کو وہ لڑکے اور لڑکیاں جو آپس میں شادی کرنا چاہتے ہیں سٹیم ہاؤس جا کر ڈانس کریں اور ایک دوسرے کے نام دہرائیں جونہی رقص کا عمل ختم ہوگا اور جو آخری نام ان کے لبوں پر ہوگا اس سے ہی اس کی شادی قرار پائے گی جبکہ زمانہ قدیم سے مغربی مما لک میں یہ دلچسپ روایت بھی زبان زد عام ہے کہ اگر آپ اس بات کے خواہش مند ہیں کہ یہ جان سکیں آپ کی کتنی اولاد ہوگی تو ویلنٹائن ڈے پر ایک سیب درمیان سے کاٹیں، کٹے ہوئے سیب کے آدھے حصے میں جتنے بیج ہوں گے اتنے ہی آپ کے بچے پیدا ہوں گے۔ جاپان میں خواتین ویلنٹائن ڈے پر اپنے جاننے والے تمام مردوں کو تحائف پیش کرتی ہیں۔ اٹلی میں غیر شادی شدہ خواتین سورج نکلنے سے پہلے کھڑکی میں کھڑی ہوجاتی ہیں اور جو پہلا مرد ان کے سامنے سے گزرتا ہے ان کے عقیدے کے مطابق وہ ان کا ہونے والا خاوند ہے۔ جبکہ ڈنمارک میں برف کے قطرے محبوب کو بھیجے جاتے ہیں۔ تحریری طور پر ویلنٹائن کی مبارکباد دینے کا رواج 14 صدی میں ہوا ابتداء میں رنگین کاغذوں پر واٹر کلر اور رنگین روشنائی سے کام لیا جاتا تھا جس کی مشہور اقسام کروسٹک ویلنٹائن، کٹ آؤٹ، اور پرل پرس ویلنٹائن کارخانوں میں بننے لگے۔ 19 صدی کے آغاز پر ویلنٹائن کارڈز بھیجنے کی روایت باقاعدہ طور پر پڑی جواب ایک مستقل حیثیت اختیار کر چکی ہے۔

ان روایتوں کے سرسری مطالعے سے ہی اندازہ ہوتا ہے کہ لوگوں نے اپنی خوابیدہ تمناؤں کو لفظوں کے کوزے میں کفنا دیا ہے انسانی جذبات کی ناکامیاں، محرومیاں زندگی کے اُداس لمحے، کچلی ہوئی خواہشات، دَبے ہوئے ارمان جنہیں غلط سلط رسوم و رواج کے باعث فطری نشو ونما، ارتقاء اور اظہار کا موقع نہیں ملا اس معاشرے کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے ویلنٹائن ڈے کے پیرہن میں اپنی تمام شرارتیں لے کر سما گئے ہیں جن معاشروں میں انسانی جذبات کا احترام نہ ہو، انسان کے فطری مطالبات کو شائستہ اور شریفانہ طریقے سے پورا کرنے کا کوئی نظام نہ ہو اور زندگی حرکت، حرارت، مسرت، خوشیاں چند مخصوص لوگوں کا مقدر بن جائیں تو بغاوت مذہبی شخصیات کے مقدس ایام کے لبادے میں اس طرح ظاہر ہوتی ہے کہ سینٹ ویلنٹائن بھی اپنے نام پر ہونے والے ان جرائم کا تصور کر کے ہی لرزہ براندام ہوگا۔ با اثر برطانوی جریدے اکانومسٹ کی رپورٹ کے مطابق اس مرتبہ ایک دوسرے سے اُنس اور یگانگت کے اظہار کیلئے حصص کی خریداری زوروں پر ہے۔ اِنٹرنیٹ استعمال کرنے والوں کے ایک سروے کے مطابق 45 فی صد عورتیں اور 38 فیصد مرد ایک دوسرے کو حصص کے تحفے دے رہے ہیں۔

رپورٹ کے مطابق ویلنٹائن نام کے تین سینٹ گزرے ہیں ان تینوں خداترسوں میں سے دو کے تیسری عیسوی میں سر قلم کر دیئے گئے تھے ان میں سے کسی کا تعلق ایسی کسی تقریب سے نہ تھا نہ ہی ان میں سے کوئی دنیاوی محبت کے جذبے سے ہی آشنا تھا۔ اکاؤنسٹ کی رپورٹ کے مطابق ویلنٹائن ڈے بہار کی آمد آمد پر پرندوں کی مسرت کے اظہار کی علامت ہے۔ انگریزی میں ویلنٹائن پر سب سے پہلی نظم چوسر نے (1382ء میں) پارلیمنٹ آف فاؤلز کے عنوان پر لکھی تھی اس میں انسانوں سے کہا گیا ہے کہ وہ اپنی جنس تبدیل کرنے کیلئے کسی نہ کسی پرندے کا انتخاب کریں۔ علم الانسان کے کئی ماہرین کے خیال میں یہ دن سردی کے خاتمے پر منایا جاتا تھا اور لوگ بکری کی کھال اوڑھ کر ہر اس عورت پر پل پڑتے تھے جو انہیں نظر آتی تھی۔

اکنامسٹ کی اس رپورٹ سے یوم ویلنٹائن ایک مقدس دن کے طور پر طلوع ہوتا ہے وہ تین خداترس عیسائی جس کا نام ویلنٹائن تھا اپنے دین پر چلنے کے جرم میں قتل کر دیئے گئے ان کی قربانی کیا اس دن کیلئے تھی کہ عیسائی اور مغربی دنیا ان کے لہو کی مہک سے اپنے دلوں کی جلن کو مٹا ڈالے مغربی تاریخ میں قرون وسطیٰ کی ایک اور تقریب سینٹ اوسوالڈ کے نام سے موسوم ہے۔ اس روز 29 فروری کو ہر چار سال بعد لیپ کے سال کے موقع پر عورتیں کھل کر سامنے آتی ہیں اگر لیپ کا سال نہ ہو اور فروری کا مہینہ 28 تاریخ کو ختم ہونے والا ہو تو وہ رومن کیتھولک چرچ میں جا کر سینٹ اوسوالڈ کی یاد میں عبادت کرتی تھی ایک اور دن سینٹ جارج کی یاد میں 23 اپریل کو منایا جاتا ہے جو شیکسپیئر کا یوم پیدائش بھی ہے اس روز گلابوں کے تحفے دیئے جاتے ہیں۔

تیری منزل عشق مجازی نہیں

اے نوجوان! تو کس عشق مجازی میں کھو گیا تیری منزل یہ نہیں تو کس نام نہاد ویلنٹائن میں کھو گیا، تو کن بے ہودہ رسموں کا شکار ہو گیا، تو فحاشی کی کس روایت کو زندہ کر رہا ہے، تو کس رسم پر اپنے مال کو برباد کر رہا ہے۔ تیری منزل عشق مجازی نہیں بلکہ تیری منزل عشق حقیقی ہے۔

اپنا چہرہ دیکھ تو کس ہستی کا غلام ہے، تو کس ہستی کا اُمتی ہے، تجھے کس ہستی سے نسبت ہے، ارے تو غلامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، تیرا دل تو محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امین ہے مگر تو اپنے دل میں کس کو سمائے ہوئے ہے۔

اب آپ کے سامنے ایک نوجوان کا واقعہ پیش کرتا ہوں جس کو پڑھ کر آپ کے قلب میں عشق حقیقی اُجاگر ہو گا۔

چھوڑ دے سب غلط رسم و رواج — تو اچانک موت کا ہو گا شکار
موت آئی پہلواں بھی چل دیئے — خوبصورت نوجواں بھی چل دیئے
دبدبہ دنیا ہی میں رہ جائے گا — حسن تیرا خاک میں مل جائے گا
کرلے توبہ ربّ کی رحمت ہے بڑی — ورنہ ہوگی قبر میں سزا کڑی

عشق حقیقی کا آشیانہ

فیروزمندیوں کی کوئی متعین گھڑی نہیں ہوتی رحمتوں کا دروازہ یک بیک کھلتا ہے اور دل ظلمت خانے میں سعادت کا چراغ اچانک روشن ہوتا ہے۔ یہی ماجرا اس یہودی نوجوان کے ساتھ پیش آیا۔

دیکھنے کیلئے اس نے رسولِ مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ زیبا سینکڑوں بار دیکھا تھا۔ آنکھیں کھلی بند ہوگئی نظر پڑی اور بکھر گئی، لیکن نہ جانے کون سی گھڑی تھی کہ نظر پڑے ہی دل میں متزازد ہوگئی۔ بجلی چمکی خرمن جلا اور وجود خاکستر ہوگیا اب اپنے دل پر قابو نہیں تھا۔ قیامت کی بات یہ ہوئی کہ گھر کی چاردیواری میں جس رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام لینا گیتی کا سب سے بڑا جرم تھا۔ اب اس محبت کا آشیانہ گھر کے باہر نہیں دل کے نہال خانے میں بن چکا تھا۔ عشق اور وہ بھی رسول مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق؛ جس کی خوشبو سے دونوں عالم مہک اُٹھتے ہیں، اس کا چھپانا آسان نہیں تھا۔ اُمید وبیم کی کش مکش میں جان کے لالے پڑ گئے۔ دل کا تقاضا یہ تھا کہ اسی محفل نور میں چلے، دیدہ بیتاب کا اصرار تھا کہ چلو جلوہ شاداب کی ٹھنڈک حاصل کریں۔ ادھر گھر والوں کا خوف، سماج کا خطرہ؛ کسی نے ان کی محفل میں جاتے دیکھ لیا تو آلام کا محشر بپا ہوجائے گا، آہنی دیواروں کے حصار میں مبتلا دل محصور ہوکر رہ گیا تھا۔ قدم اُٹھانے کی کہیں کوئی صاف جگہ نہیں مل رہی تھی۔ آخر دل نہیں مانا تو غلبہ شوق میں اٹھے اور مسجدِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دروازے کے قریب سے گزرتے ہوئے دز دیدہ نگاہوں سے انہیں دیکھ کر آئے کبھی دوسری طرف رُخ کرکے اس کی گزرگاہ پر بیٹھ گئے اور دور ہی سے جلوہ خدانما کا نظارہ کرلیا۔ اسی طرح دن گزرتے گئے اور دل کے قرین عشق کی چنگاری سلگتی رہی محبت کی تپش سے آنکھوں کی نیند اُڑ گئی، چہرے کا رنگ اُتر گیا جی کھول کر رو بھی نہیں سکتے تھے کہ دل کی بھڑاس نکلتی اور غم کا بوجھ ہلکا ہوتا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ حالات کے جبر اور جاں گسل ضبط نے بیمار ڈال دیا۔ باپ نے ہر چند علاج کرایا۔ وقت کے بڑے بڑے طبیب آئے لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ جسم وتن کی بیماری ہوتو دوا کام بھی کرے عشق سے آزاد کا کیا علاج ہے کس مسیحا نے محبت کے مریض کو شفا بخشی ہے۔ جو وہ شفایاب ہوتا؟

ہزار جتن کے باوجود حالت دن بدن گرتی گئی۔ پھول کی طرح شگفتہ نوجوان سوکھ کر کانٹا ہوگیا ماتا کی ماری ہوئی ماں بالیں پکڑ کر روتی رہتی، باپ گلوں کی طرح سر پٹکتا، خاندان کے افراد کف افسوس ملتے لیکن بیمار کا حال کوئی نہیں سمجھ پاتا اب بیمار عشق حیات کی آخری منزل کی طرف تیزی سے بڑھ رہا تھا۔ ناتوانی اور ضعف کی شدت سے آواز مدہم پڑ گئی۔ زبان کی گویائی جواب دینے لگی، کبھی کبھی ٹھنڈی آہوں کا دھواں فضا میں بکھر جاتا اور بس آج ایک عاشق مہجور کی زندگی کی آخری شام تھی آنکھیں پتھرانے لگیں، جسم کے انگ انگ سے موت کے آثار اُبھرنے لگے، ہچکیاں لیتے ہوئے اس نے بھری نگاہوں سے باپ کی طرف دیکھا

فرطِ محبت سے باپ کا کلیجہ پھٹ گیا، منہ کے قریب کان لگا کر کہا، میرے لال! کچھ کہنا چاہتے ہو؟ زبان کھلتے ہی آواز حلق میں پھنس گئی بڑی مشکل سے اتنے الفاظ نکل سکے۔ آپ وعدہ کریں کہ میری زندگی کی آخری خواہش پوری کر دینگے تب میں کچھ کہوں۔

باپ نے دردناک اضطراب کے ساتھ جواب دیا میری جگر کی ٹھنڈک یہ بھی گھڑی وعدہ لینے کی ہے تمہاری خواہش پر اپنی جان کا قیمتی سرمایہ بھی لٹانے کیلئے تیار ہوں تم بے خطر اپنی خواہش کا اظہار کرو۔ وعدہ کرتا ہوں کہ بے دریغ اسے پورا کروں گا۔

بیٹے نے لڑکھڑائی ہوئی زبان میں کہا، بابا جان! برا نہ مانیں، چند برسوں سے میں رسولِ عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عقیدت و محبت کے اضطراب میں سلگ رہا ہوں۔ آپ کے خوف سے زندگی کا یہ مخفی راز ہم نے کبھی فاش نہیں ہونے دیا۔ ان کی موہنی صورت، ان کا پُر نور چہرہ اور ان کی دل آویز شخصیت نگاہ سے ایک لمحہ کیلئے اوجھل نہیں ہوتی۔ انہی کے خیال سے جاگتا ہوں جب سے بستر پر علالت پر پڑا ہوں جلوۂ اقدس کی ایک جھلک کیلئے ترس گیا ہوں اب جبکہ میری زندگی کا چراغ گل ہو رہا ہے۔ دل کی آخری تمنا ہے کہ ایک بار ان کے روئے تاباں کی زیارت کرلوں اور دم نکل جائے۔ زحمت نہ ہو تو ذرا انہیں خبر کر دیجئے کہ کاکل و رُخ کا ایک غلام دنیا سے رُخصت ہو رہا ہے۔ بالیں پر کھڑے ہو کر اسے اُخروی نجات کا مژدہ سنا دیں۔

بیٹے کی یہ آرزوئے شوق معلوم کر کے غصے سے باپ کا چہرہ تمتما اُٹھا لیکن جلد ہی اس نے اپنے جذبات پر قابو پالیا۔ اکلوتا بیٹا زندگی کی آخری سانس کسی طرح کی فہمائش کا بھی موقع نہیں تھا چار و نا چار بیٹے کا ناز اُٹھانے کیلئے دل کو راضی کرنا پڑا۔ لرزتی ہوئی آواز میں کہا، میرے لختِ جگر! اگرچہ میرے لئے یہ بات سخت ناگواری کی ہے لیکن یہ خیال کر کے کہ تم دنیا سے حسرت زدہ ہو کر نہ جاؤ' میں تمہاری خواہش کی تکمیل کیلئے جا رہا ہوں کل صبح سے مجھے اسرائیلی سماج کا مجرم کہا جائے گا لیکن تمہاری بے چین روح کی آسودگی کیلئے یہ ننگ بھی گوارا ہے۔

باد ل ناخواستہ اٹھا اور کاشانۂ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف چل پڑا قدم اُٹھ نہیں رہے تھے اُٹھائے جا رہے تھے۔ مسجدِ اقدس کے دروازے پر کھڑے ہو کر آواز دی، **محمد عربی** (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے ملنا چاہتا ہوں، کوئی انہیں خبر کر دے۔

چند ہی لمحے کے بعد سرکارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سامنے جلوہ گر تھے۔ ارشاد فرمایا، تمہیں کیا کہنا ہے؟

دل کا کشور فتح کر لینے والی یہ آواز سن کر یہودی کی ذہن و خیال کی بنیاد ہل گئی۔ بھرائی ہوئی آواز میں کہا، میرا اکلوتا بیٹا عین شباب کی منزل میں دنیا سے رُخصت ہو رہا ہے تمہاری عقیدت و محبت کا سحر حلال اب اسے موت کی آغوش میں سلانا چاہتا ہے تمہارے جمال کی زیبائش و کشش پر سارا عرب دِیوانہ ہے اس نے ہمارے یہودی نژاد بچے کو بھی ایک عرصے سے گھائل کر رکھا ہے اب وہ بسترِ مرگ پر تڑپ رہا ہے اس کی آخری تمنا ہے کہ اس کی بالیں پر کھڑے ہو کر اپنی خوشنودی اور اخروی نجات کا مژدہ سنا دو۔

یہ سنتے ہی سرکارِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم رضوان سے ارشاد فرمایا، چلو اس فیروز بخت نوجوان کو دیکھ آئیں جس کے خیر مقدم کیلئے آسمانوں میں ہنگامہ شوق برپا ہے۔

انتظار کرتے کرتے بیمار آنکھیں بند ہوگئی تھیں باپ نے سرہانے کھڑے ہوکر آواز دی۔ نورِ عین! آنکھیں کھولو! تمہارے مرکز عقیدت آگئے۔ یہ دیکھو! سرِ بالیں محمد عربی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کھڑے ہیں۔

اس آواز پر جاتی ہوئی روح پلٹ آئی بیمار نے آنکھیں کھول دیں نظر کے سامنے عرش کی قندیل کا نور چمک رہا تھا۔ نحیف و کمزور آواز میں اظہارِ تمنا کیا۔

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! دل میں عشق و ایمان کی مقدس امانت لئے ہوئے ایک عالم جاوید کی طرف جارہا ہوں کاکل ورخ کے غلاموں میں میرا نام درج کرلیا جائے خدائے لاشریک کا ایک سجدہ بھی نامہ زندگی میں نہیں ہے اس تہہ دستی کے باوجود کیا میں اپنی نجات کی اُمید رکھوں؟

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تسلی آمیز لہجے میں ارشاد فرمایا، زبان سے کلمہ توحید کا اقرار کرکے دائرۂ اسلام میں داخل ہوجاؤ تمہاری نجات کا میں ضامن ہوں۔

نوجوان کا باپ یہ جواب سن کر پھوٹ پڑا جذبات میں بے قابو ہوکر بیٹے کو تلقین کی۔ فرزند سعید! ہزار دشمنی کے باوجود دل کا اعتراف اب نہیں چھپا سکتا کہ ایک سچے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبانِ حق ترجمان سے یہ جملہ صادر ہوا ہے۔ فرش گیتی پر کسی بندے کو اس سے زیادہ کوئی ارجمند گھڑی نہیں میسر آسکتی کہ مالک کبریا کا حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی نجات کیلئے اپنی ضمانت پیش کررہا ہے تم صاف و صریح لفظوں میں وعدہ لیکر دائرۂ اسلام میں داخل ہوجاؤ۔ نوجوان نے ہچکیاں لیتے ہوئے کہا، سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر کی منزل سے لے کر دخولِ جنت تک آپ کی ضمانت پر اسلام قبول کرتا ہوں اشھد ان لا الہ اللہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ کی مدہم آواز فضا میں گونجی اور کشورِ محبت کے ایک فیروز بخت نوجوان نے ہمیشہ کیلئے آنکھیں بند کرلیں۔ ماتم واندوہ سے سارے گھر میں کہرام مچ گیا۔

نوجوان کے باپ نے ڈبڈباتے ہوئے کہا، حضور! اب یہ جنازہ میرا نہیں ہے اسلام کی مقدس امانت ہے اب یہ میرے گھر کے بجائے آپ کے درِ رحمت سے اُٹھے گا۔ تجہیز و تکفین کی ساری ذمہ داری آپ ہی کے سپرد ہے۔

باپ کی درخواست قبول فرمالی گئی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، عشق و ایمان کا یہ گنج گرانمایہ اپنے دوش پر اُٹھالو۔ عروس نوبہار کی طرح 'یہ جنازہ مدینے کی گلیوں سے گزرے گا'۔

مرگ عاشق کی سارے مدینے میں دھوم مچ گئی تھی۔ جنازے میں شرکت کیلئے آس پاس کی ساری آبادیاں سمٹ آئیں آخری دیدار کیلئے چہرے سے جونہی کفن ہٹایا گیا آنکھوں میں بجلی سی کوندگئی عارض تاباں سے نور کی کرن پھوٹ رہی تھی۔ ہونٹوں پرتبسم رقصاں تھا۔جانے والا خالی ہاتھ نہیں تھا۔کونین کی خلعتیں کفن کے پردوں میں چھپائے ہوئے تھا۔

عاشق کا جنازہ تھا بڑی دھوم سے اُٹھا کثرت اژدہام سے مدینے کی گلیوں میں تل رکھنے کی جگہ باقی نہیں تھی۔ پتھروں کے سینے پر کف پا کا نقش بٹھانے والے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آج جنازہ کے ہمراہ پنجوں کے بل چل رہے تھے اس ادائے رحمت کی کہنہ معلوم کرنے کیلئے لوگ تصویر شوق بنے ہوئے تھے نہیں رہا گیا تو آخر ایک صحابی نے پوچھ ہی لیا۔

ارشاد فرمایا، آج عالم بالا سے رحمت کے فرشتے اتنی کثرت سے جنازے میں شریک ہیں کہ ان کے ہجوم میں بھرپور قدم رکھنے کی کوئی جگہ نہیں مل رہی ہے۔

جنت البقیع میں پہنچ کر جنازہ فرش خاک پر رکھ دیا گیا لحد میں اُتارنے کیلئے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود اندر تشریف لے گئے، داخل ہونے سے پہلے ہی عاشق کی قبر رحمت ونور سے جگمگا اُٹھی اپنے دستِ کرم کا سہارا دے کر سرکارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنازہ لحد میں اُتارا۔کافی دیر کے بعد لحد سے باہر تشریف لائے تو پسینے میں شرابور تھے چہرے پر خوشی کا انبساط لہرارہا تھا۔

تجہیز و تدفین سے فراغت کے بعد حلقہ بگوشوں نے دریافت کیا۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! چہرہ زیبا پر پسینے کے قطرے کیوں چمک رہے ہیں ایسا لگتا ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی بات کی مشقت اُٹھانی پڑی ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسکرائے ہوئے جواب مرحمت فرمایا، اس عاشق جواں سال نے دم واپسی مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ لحد کی منزل سے لے کر دخول جنت تک میری رحمتوں ی ضمانت اسے اصل رہے گی۔ میرے اشارے ابرو کی شے پاکر حوران خلد کا بہت بڑا اژدہام اس کی لحد کے قریب پہلے ہی جمع ہوگیا تھا جونہی اسے لحد میں اُتارا گیا چہرے کی بلائیں لینے کیلئے وہ ہر طرف سے بے تحاشہ ٹوٹ پڑیں ہجوم شوق کا اُمنڈتا ہوا سیلاب میرے ہی قدموں سے گزر رہا تھا اسی عالم وارفتہ حال میں مجھے تھوڑی سی مشقت اُٹھانی پڑی اور میں پسینہ پسینہ ہوگیا اور ایسا ہونا بھی رحمت کا ہی تقاضا تھا کہ پسینے کے چند قطرے کفن کی چادر پہ ٹپک گئے اب اس کی خواب گاہ صبح محشر تک مہکتی رہے گی۔

بندہ نوازی کی یہ روداد جاں فروز معلوم کر کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روحیں اپنے اپنے قالب میں جھوم اُٹھیں عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سرفرازی نے ایک ایسے نوجوان کو اُخروی اعزاز کے منصب عظیم پر پہنچادیا تھا جس کے نامہ حیات میں ایک سجدہ بندگی کا بھی اندراج نہیں تھا۔

بچپن نے پھر تجھ کو خوب کھلایا ۔۔۔ جوانی نے پھر تجھ کو مجنوں بنایا
بڑھاپے نے پھر تجھ کو کیا کیا دکھایا ۔۔۔ اجل تیرا کردے گی بالکل صفایا
جگہ دل لگانے کی دنیا نہیں ہے ۔۔۔ یہ عبرت کی جاہ ہے تماشہ نہیں ہے

اے نوجوان! تیری جوانی خدا تعالیٰ کی نعمت ہے...... تو اس کی قدر کر...... جوانی کی صبح خدا تعالیٰ اور اس کے محبوب سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد میں گزار...... جوانی کی دوپہر اپنے خدا تعالیٰ اور اسکے محبوب سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا میں بسر کر...... جوانی کی رات اپنے ربّ خدا تعالیٰ اور اس کے محبوب سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منانے میں گزار دے۔

تیری یہ جوانی' خدا تعالیٰ کی امانت ہے...... اس امانت کو سنبھال...... اس امانت میں خیانت نہ کر...... دیکھ تیری آنکھیں کسی نامحرم کو دیکھنے کیلئے نہیں ہیں...... تیرا ذہن کسی دوشیزہ کی یاد کیلئے نہیں...... تیرا دل کسی خوبصورت اور حسن و جمال والی لڑکی کی محبت میں گرفتار ہونے کیلئے نہیں...... تیرے ہاتھ اپنی جوانی کو ضائع کرنے کیلئے نہیں...... تیرے پاؤں کسی کلب، کیفے اور بے ہودہ مقامات پر جانے کیلئے نہیں...... دیکھ تیرے کان موسیقی اور نامحرم کی گفتگو سننے کیلئے نہیں...... تیرا منہ فحش گالیوں اور نامحرم لڑکیوں سے بے تکلفی کے ساتھ گفتگو کرنے کیلئے نہیں...... تیرا مال عشق مجازی پر ضائع کرنے کیلئے نہیں...... تیرا وقت بری صحبتوں اور کھیل کود میں ضائع کرنے کیلئے نہیں۔

ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے
مکیں ہوگئے لامکاں کیسے کیسے
زمین کھا گئی نوجواں کیسے کیسے

اے نوجوان! تیرا مقام تو یہ ہے کہ تیری آنکھیں بیت اللہ اور سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنہری جالیوں کو دیکھنے کیلئے ہیں...... تیرا ذہن تصورِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزے لوٹنے کیلئے ہے...... تیرا دل سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مدینہ ہے...... تیرا دل آماجگاہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم...... تیرے ہاتھ غلافِ کعبہ اور دامنِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تھامنے کیلئے ہیں...... تیرے پاؤں مسرت اور شادمانی کے ساتھ دربارِ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضری کیلئے ہیں...... تیرے کان ذکرِ خدا و مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نورانی صدائیں سننے کیلئے ہیں...... تیرا منہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دُرود و سلام پڑھنے اور ان کی شان بیان کرنے کیلئے ہے...... تیرا وقت سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیغام کو کائنات کے گوشے گوشے میں پہنچانے کیلئے ہے...... تیری زندگی سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قربان کرنے کیلئے ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ہر برے رسم و رواج اور رِوایات سے محفوظ فرمائے
اور اسلامی اقدار کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

فقط والسلام

الفقیر **محمد شہزاد قادری ترابی**

۱۷ ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ بمطابق 10 دسمبر 2006ء